6793- بچے کی بیماری کی بنا پر ڈاکٹر نے ختنہ دیر سے کرانے کی ہدایت کی ہے

سوال

میرا بیٹا صرف چار ماہ کا ہے، جب ساڑھے سات ماہ کا تھا تو اس کے دل کی سرجی کی گئی تھی، ابھی تک ہم نے اس کا ختنہ نہیں کروایا، کیونکہ ڈاکٹروں نے بتایا تھا کہ ختنہ کرنا اس کی زندگی پر اثرانداز ہوسکتا ہے، اب ایک اور مشکل درپیش ہے کہ اس کے خصیتین عضو تناسل کے اعتبار سے کافی چھوٹے ہیں، اس کے بارہ میں ہم نے سپیسلٹ ڈاکٹر سے مشورہ کیا تو اس نے کہا ہے کہ نوماہ کی عمر تک انتظار کریں، کیا ہمارے لیے انتظار کرنا جائز ہے ؟

پسندیدہ جواب

فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا سنت ہے،
امام بخاری رحمہ اللہ نے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے بیان کیا ہے کہ :

"جب نماز فجر کی اذان سے مؤذن خاموش
ہوجاتا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر سے قبل اور فجر ظاہر ہوجانے کے
بعد اٹھ کر ہلکی سی دو رکعت ادا کرتے اور پھر اپنی دائیں جانب لیٹ جاتے حتی کہ مؤذن
اقامت کے لیے آتا"

صحیح بخاری حدیث نمبر (626).

اور امام مسلم رحمہ اللہ تعالی نے اس
بھی مکمل روایت بیان کی ہے جس کے الفاظ یہ ہے :

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز
عشاء جسے لوگ عتمہ کہتے ہیں سے لیکر فجر تک گیارہ رکعت ادا کرتے تھے، ہر دو رکعت کے
بعد سلام پھیرتے اور ایک رکعت کے ساتھ وتر پڑھتے، اور جب نماز فجر کی اذان سے مؤذن
خاموش ہوجاتا اور فجر ظاہر ہوجاتی اور مؤذن آجاتا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم ہلکی سی دو رکعت ادا کرتے اور اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے حتی کہ مؤذن اقامت
کے لیے آتا"

صحیح مسلم حدیث نمبر (736).

اور بعض روایات میں فجر کی اذان سے
قبل لیٹنا وارد ہے، امام نووی رحمہ اللہ تعالی مسلم کی شرح میں کہتے ہیں :

"صحیح اور صواب یہی ہے کہ فجر کی
سنتوں کے بعد لیٹنا جائے، کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں ہے کہ
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب تم میں کوئی فجر کی دو رکعت ادا
کرے تو وہ اپنی دائیں کروٹ پر لیٹے"

اسے ابوداود اور ترمذی نے صحیح سند
کے ساتھ روایت کیا ہے، جوکہ بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے.

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالی کہتے
ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے. لہذا یہ حدیث صحیح اور لیٹنے کے معاملہ میں بالکل صریح
اور واضح ہے.

اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی
پہلے اور بعد میں لیٹنے والی حدیث اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی پہلے لیٹنے
والی حدیث اس کی مخالف نہیں، کیونکہ پہلے لیٹنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ بعد نہ لیٹا
جائے، اور ہوسکتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات بعد میں لیٹنا ترک
اس لیے کیا ہو کہ نہ لیٹنا بھی جائز ہے، لیکن یہ اس وقت ہے جب ترک ثابت ہو، اور یہ
ثابت نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اور بعد میں لیٹا کرتے تھے.

اور جب بعد میں لیٹنے کے حکم والی
حدیث صحیح ہو اور اس کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل والی روایات اس
امر کے موافق ہیں تو پھر یہ متعین ہوجاتا ہے کہ بعد میں لیٹا جائے، اور جب احادیث
کے مابین جمع کرنا ممکن ہو تو پھر کسی ایک حدیث کو رد کرنا جائز نہیں، اور دونوں
میں سے کسی ایک طریقہ سے ممکن ہے جن کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے، ایک طریقہ تو یہ
ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے
اور بعد میں لیٹے ہیں.

اور دوسرا یہ ہے: بعض اوقات نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں لیٹنا ترک کیا ہے تاکہ اس کا جواز ثابت ہوجائے.

واللہ اعلم. انتہی

حافظ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

بعض سلف رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ
گھر میں لیٹنا جائز ہے، مسجد میں نہیں، یہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کیا
گیا ہے، اور ہمارے بعض مشائخ نے اسے اس طرح تقویت دی ہے کہ :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
منقول نہیں کہ انہوں نے یہ فعل مسجد میں کیا ہو، اور مسجد میں جو شخص ایسا کرتا ابن
عمر رضی اللہ تعالی عنہما اسے کنکری مارتے تھے.

اسے ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے.

اھ

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی
نے لیٹنے کے حکم کے متعلق علماء کرام کا اختلاف ذکر کرنے کے بعد کہا ہے :

صحیح وہ ہے جو شیخ الاسلام نے کہا ہے
کہ جب انسان تہجد کی بنا پر تھکا ہوا ہو تو وہ اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ کر کچھ دیر
آرام کرلے، یہ اس شرط پر ہے کہ اگر اس پر نیند کے غالب ہونے کا خدشہ نہ ہو، تا کہ
نماز نہ رہ جائے، اور اگر یہ خدشہ ہو تو پھر وہ نہ سوئے. اھ

دیکھیں : شرح ریاض الصالحین (3/287
).

اس لیٹنے میں حکمت یہ ہے کہ رات کے
قیام کی تھکاوٹ سے آرام کیا جاسکے، تا کہ وہ نماز فجر کے لیے نشیط ہو جائے، اور اس
بنا پر بعض لوگ جو ایک منٹ سے بھی کم وقت لیٹتے ہیں جیسا کہ سوال میں وارد ہے ایسا
کرنے سے مقصد حاصل نہیں ہوتا، پھر یہ تو خلاف سنت ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم تو نماز کی اقامت کے لیے مؤذن کے آنے تک لیٹے رہتے تھے.

واللہ اعلم.